جناب مولانا واضح رشید ندوی

یورپ کا مرد بیمار

مغربی سامراجیت کے عہد میں عالم اسلام کو فوجی غلبہ کے ساتھ یورپ کی سیاسی اور اقتصادی، فکری اور تمدنی برتری کا سامنا کرنا پڑا، جس سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوا۔ ایک دفعہ تو یورپ نے اپنی فکر اور فلسفہ کے ذریعہ دنیا کی فکری باگ ڈور سنبھال لی۔ اور دوسری جانب اپنی مصنوعات کے ذریعہ بازاروں اور عالمی منڈیوں پر اپنا قبضہ جمالیا۔ اس طرح ایک تعلیم یافتہ انسان کو ایک ہی وقت میں مغربی فکر اور نظام حیات اور مغربی ایجادات اور مصنوعات سے واسطہ پڑا۔ سے اپنے تمام مسائل اور مشکلات کا ذہنی، فکری اور عملی حل مغربی فکر اور ایجادات میں نظر آنے لگا۔ جلد ہی اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مغرب سے تعلق رکھنے والی ہر شے خواہ وہ کوئی فکر ہو یا عمل۔ وہ قابل اعتماد اور لائق قبول ہے۔ اس طرح پورے عالم میں مغرب کی مصنوعات اور مغرب کے تصورات کا رواج ہوا۔ مغربی تعلیم کے اداروں سے نکلنے والے اشخاص جس طرح مغربی افکار کے حامل اور ان کے وکیل بنے اسی طرح مغربی مصنوعات کی بھی انہوں نے وکالت کی۔ اس مغربی فکر اور مغربی طرز و وسائل زندگی پر اعتماد و بھروسہ بحال رکھنے میں یورپ کی سیاسی قیادت اور غلبہ نے بڑا رول ادا کیا۔

ایک مدت مغرب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز چاہے اس کا تعلق فکر سے ہو یا نظام حیات سے یا زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے ہو پوری پسماندہ دنیا کے لئے مسحور کن تھی۔ ان کی چمک دمک اور رعنائی و دلکشی سے دھوکہ کھایا ہوا انسان ان کو دنیا کا بہترین تحفہ تصور کرتا تھا۔ بناوٹ کی عمدگی اور صناعی کے کمال و معراج کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ کسی مغربی ملک کی جانب اس کا انتساب ہو مثلاً اگر کہہ دیا جاتا کہ یہ ہالینڈ، اٹلی فرانس یا برطانیہ یا جرمنی کے کسی عالم یا مفکر کا نظریہ اور فکر ہے تو یہ انتساب اس بات کی دلیل ہوتی کہ وہ فکر درست اور صحیح ہے اور جانگسل مطالعہ اور تجربہ پر مبنی ہے پھر وہ فکر دنیا کی سب سے ترقی یافتہ اور (LATEST) فکر سمجھی جاتی اگر وہ فکر کسی شخص کے سمجھ میں نہ آتی یا اس پر کوئی اعتراض ہوتا تو وہ مرعوبیت کا مارا انسان اسے اپنی کوتاہی فہم پر محمول کرتا۔ اس فکر کے بانی کی طرف یا کسی غلطی یا کم فہمی کے انتساب کی

جرأت نہ کرتا۔ اس طرح مغرب کے بہت سے ایسے افکار قبول کر لئے گئے جو بظاہر مشرق کے بنیادی تصور یا مزاج کے خلاف تھے۔ اسی طرح مغرب کی مصنوعات کو قبول کیا گیا۔

ایک بڑے تعلیم یافتہ دانشور نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے۔

کہ جب انہوں نے مارکس کی THEORY کا مطالعہ کیا تو انہیں سمجھنے میں دشواری ہوئی اور مطالعہ کے دوران بعض مقدمات کو سمجھنا مشکل معلوم ہوا۔ اور بعض خلاف واقعہ معلوم ہوئے لیکن ان کو جب بھی سمجھنے میں دشواری ہوتی تو اسے اپنی کوتاہی فہم سمجھ کر پھر سے غور کرتے۔ اسی طرح دوسرے محققین نے بھی بعض ایسے مغربی افکار و نظریات کا مطالعہ کیا جنہیں عام انسانی عقل قبول نہیں کر سکتی۔ انہوں نے سمجھنے کی مزید کوشش کی لیکن جب بالکل ناکامی رہی تو ان کو بغیر سمجھے اسی طرح قبول کر لیا جس طرح ایک چھوٹا بچہ نحو اور منطق کے قواعد سمجھے بغیر قبول کر لیتا ہے۔

اسی انداز پر مطالعہ کرنے والوں کی ایک نسل عالم اسلام میں تیار ہو گئی جو مغرب سے آنے والے تمام افکار و نظریات پر ایمان رکھتی تھی۔ ان میں سے بعض افکار تجربہ سے غلط ثابت ہوئے اور اب دنیا میں بہت سے مغربی افکار قابلِ تنقید سمجھے جانے لگے ہیں۔ جنہوں نے عرصہ تک ذہنوں کو مسحور کر رکھا تھا۔

انہی افکار میں مارکسی فکر ہے جو بیسویں صدی کے اوائل میں بہت مقبول ہوا۔ اس لئے کہ اس فکر و نظریہ کو کچھ ایسے حوصلہ مند نوجوان مل گئے جو مغربی سامراج اور اقتصادی استحصال سے نالاں تھے وہ فوجی انقلابوں کے ذریعہ حکومت تک پہنچ گئے۔ انہوں نے اس نظریہ کو اپنے ملکوں میں نافذ کیا۔ اس طرح اس فکر کو مضبوط حامی مل گئے۔ انہوں نے مسلم قوموں کو اس فکر نظریہ کو قبول کرنے پر مجبور کیا۔ حالانکہ یہ نظریہ مسلمانوں کے دینی تصور سے متعارض تھا۔ ان حکام نے جو آواز بھی اس نظریہ کے خلاف اٹھی اسے طاقت سے دبا دیا۔ اور اپنے ملکوں کے سیاسی اور اقتصادی نظام کو اس فکر کے تابع کر دیا۔

گذشتہ نصف صدی کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ نظریہ جن جن ممالک میں قبول کیا گیا وہاں مسائل حل ہونے کے بجائے اور پیچیدہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ زراعتی پیداوار بھی گھٹ گئی۔ آمدنی کم ہو گئی۔ شادابی ماند پڑ گئی اور کام کرنے کا جذبہ مفقود ہو گیا۔ کئی بڑے ملک جنہوں نے اس فلسفہ کو اپنایا یا طویل تجربہ کے بعد سخت اقتصادی بحران میں مبتلا ہو گئے۔ وسائل آمدنی کم ہو گئے۔ جبر و استبداد کی وجہ سے وہ قومی صلاحیتوں سے محروم ہو گئے۔ لیکن مارکسیت پر ایمان رکھنے والے اس ناکامی کو دیکھنے کے باوجود اس کی سیاست، اس کے عقیدہ اور اس کے وسائل کو اب بھی تطبیق دینے کے لئے کوشاں ہیں اور اس ناکامی کے بعد مارکس نظریہ کی بار آوری کے ویسے ہی منتظر ہیں جیسے ایک مفلس انسان اپنی کامیابی کی امید لگائے بیٹھا کوشش کرتا رہتا ہے

اور اسی امید میں ہر طرح کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔

نظریہ اشتراکیت کو عملاً تطبیق دیئے جانے کے چند سالوں بعد ہی نسل انسانی کو سعادت سے ہمکنار کرنے کے سلسلہ میں اس کی ناکامی کھل کر عالم اسلام میں سامنے آگئی۔ اور اب جب کہ مشرقی یورپ کے کئی ممالک نے اشتراکیت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ اشتراکیت کی ناکامی ایک کھلی حقیقت بن چکی ہے۔ لیکن اس موقع پر جو بات نہایت افسوسناک ہے اور جو ایک طرح کی کم عقلی اور کم فہمی کی دلیل بھی ہے وہ یہ ہے کہ عالم اسلام کے بعض اہل قلم اب بھی اسی تقدس آمیز لب و لہجہ میں اشتراکیت کا کلمہ پڑھ رہے ہیں جس طرح تجربہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ وہ اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ماسکو ان کا قبلہ ہے جس کی زیارت ان کے لئے باعث عزت و فخر ہے۔ جیسا کہ ان سے پہلے کے لوگ اسے اپنے لئے سرمایہ عزت سمجھتے تھے اب بھی بعض اہل قلم و مصنفین کو اس پر اصرار ہے کہ وہی فکر و فلسفہ اور نظریہ درست و قابل تقسیم ہے۔

امریکہ اور روس کے درمیان حالیہ چوٹی کانفرنس کے بعد تو حقیقت سے پردہ بالکل اٹھ چکا ہے۔ اور مشرقی یورپ کے ممالک کے لیڈروں نے جو بیان دیئے ہیں ان سے اس مارکسی تجربہ کی ناکامی بالکل فاش ہو جاتی ہے۔ آج کا زمانہ پوری طرح باخبر ہے کہ مشرقی یورپ اور دوسرے اشتراکی ممالک کی صورت حال اس وقت کیا ہے۔ اشتراکیت نے انہیں کہہ دیا۔ اشتراکی نظام کی اس طویل مدت کے دوران کس طرح وہاں کے باشندے ہر چیز سے محروم تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے ملک جنت ارضی ہیں۔ لیکن جب انہیں باہر نکل کر دوسرے ممالک کو دیکھنے کی آزادی دی گئی تو انہیں احساس ہوا کہ وہ کیسی تنگی و ذلت اور عذاب میں مبتلا ہیں۔ مشرقی جرمنی کی حالیہ تبدیلیاں اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اشتراکی دنیا میں تبدیلی کی لہر بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ بعض وہ ممالک جہاں پہلے کمیونسٹ نظام رائج تھا آج وہاں کمیونزم پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ اقتصادیات اور تجارت میں بھی کھل کر سوچنے کی آزادی دے دی گئی ہے۔ بعض ممالک میں ایک پارٹی کی حکومت کا نظام ختم ہو چکا ہے اور اب وہاں آزادانہ طور پر متعدد پارٹیوں میں انتخابات ہو رہے ہیں۔

اشتراکیت بہر حال اب بدنام ہو چکی ہے۔ خواہ اس پر ایمان رکھنے والے اور تقلید کرنے والے اس کا اعتراف کریں یا نہ کریں۔ اور خواہ وہ اشتراکیت کی موت پر ماتم کرنے کے لئے تیار ہوں یا نہ ہوں۔

ایک مغربی مفکر نے حالیہ مذاکرات کے بعد لکھا ہے۔

اتنی بات اب واضح ہو چکی ہے کہ کمیونزم دفن ہو گیا اور وہ کسی رنج و غم اور تعزیت کا مستحق بھی نہیں عالمی طاقتوں (اشتراکی طاقت اور سرمایہ دارانہ طاقت) کا زمانہ اب ختم ہو چکا ہے اس لئے کہ اشتراکی طاقت

نے اپنی شکست و ناکامی کا خود ہی اعلان کر دیا ہے۔

یہ فکری اور شعوری شکست جس سے اشتراکیت دوچار ہوئی ہے فوجی شکست سے زیادہ اہم اور بڑی ہے اور عجیب اتفاق ہے کہ اس کی اس فکری شکست کی ابتدا افغانستان میں روس سے سیاسی شکست سے ہوئی۔

بیسویں صدی کے اوائل کا زمانہ تھا جب ترکی سلطنت کا زوال ہوا اور عثمانیوں کی شکست کے نتیجہ میں اسلام دشمنوں کی سازشیں، فوجی تسلط اور مکر و فریب سامنے آئے۔ اسی زمانہ میں ترکی کو یورپ کا مرد بیمار کہا گیا۔ اب بیسویں صدی کے اواخر میں اشتراکی سلطنت کی بساط الٹ رہی ہے۔ سالوں تک روس نے ایک بیمار انسان کی طرح زندگی گذاری۔ روس خود کو عثمانی سلطنت کا نائب و خلیفہ تصور کرتا تھا۔ اس لئے کہ روس کی حکومت کا دائرہ سلطنت عثمانیہ کے کئی حصوں پر مشتمل تھا۔ روس کو بھی اسی انجام کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اب متعدد ممالک اس سے علیحدہ ہو رہے ہیں جس طرح ترکی سلطنت سے یورپ کے ممالک الگ ہوئے تھے۔

یہ نہایت اہم واقعہ ہے یعنی ایک عالمی قوت کا خاتمہ، ایک ایسے نظریہ کا زوال جس نے نگاہوں کو مسحور کر رکھا تھا اور تقریباً نصف صدی تک دلوں پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن یہ درحقیقت ایک خونی ڈرامہ کا اختتام ہے۔ دنیا کے کسی نظام نے انسانوں کو اس طرح کی شقاوت اور ہلاکت و خونریزی پر مجبور نہیں کیا جس طرح اشتراکی نظام نے کیا۔ اس نظام نے خصوصاً عالم عربی کو اپنا نشانہ بنایا اس کے سایہ میں عالم عربی میں ظلم و زیادتی دجل و فریب کے ایسے ایسے نظام وجود میں آئے جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

عالم اسلام میں خاص طور سے اشتراکیت کے نام پر جو مظالم ڈھائے گئے اور اس کے بعد جو نتائج سامنے آئے وہ اس قابل ہیں کہ ان پر قرطاس ابیض شائع کیا جائے۔ اور اس استبداد سے پردہ اٹھایا جائے دنیا ... کن طریقوں سے بنیادی آزادی کو ختم کیا گیا۔ اشتراکی نظام کے تحت آنے والے ممالک کے باشندوں کو کس طرح ملک بدر کیا گیا۔ خونخوار انسانوں اور جرائم پیشہ لوگوں کی تربیت کی گئی۔ اور مختلف طبقات انسانی کے درمیان کشمکش اور جنگ کا ماحول بنایا گیا۔ تاکہ کل آنے والا انسان ایسے المیہ کا شکار نہ ہو سکے۔ اس طرح کے غلط فلسفوں سے دھوکہ نہ کھائے۔ اس مقصد کے لئے ان اہل قلم کو سامنے آنا چاہیے جنہوں نے اس نظام میں زندگی گذاری۔ اس کی بیڑیوں میں جکڑ کر اس کے جرائم کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا۔ انہوں نے اشتراکیت کے اس تاریک دور میں اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا ہے اسے بیان کرنا ہے مشرقی جرمنی، رومانیہ، ہنگری اور بلغاریہ کے ظالموں اور سرکش حکمرانوں کے عہد کی تفصیلی رپورٹیں نو شائع ہو چکی ہیں اور ان سخت اور انسانیت سوز نظاموں میں جو کچھ پیش آیا اس سے دنیا واقف ہے

لیکن ایشیا کے مختلف ملکوں کے جابروں اور ظالموں کی داستانیں ابھی طشت از بام ہونا باقی ہیں۔

متعدد عرب ممالک نے ایسی مشکلات کا سامنا کیا، یہ ظالمانہ نظام جو اشتراکیت کے سایہ میں عالم عربی میں پروان چڑھا اور جن کے ہاتھوں اسلام اور اس کے نام لیواؤں کو سخت قسم کے ظلم و بربریت سے دوچار ہونا پڑا۔ اگر اس کی تفصیلات سے نقاب اٹھایا جائے تو یہ یقیناً ایک بڑی خدمت ہوگی۔

مارکسیت کی ناکامی ایک واقعہ ہے۔ اس کا اعتراف اب خود مارکسی کر رہے ہیں۔ لیکن یہ صرف ایک مثال ہے۔ اسی طرح ان دوسرے نظریات اور خیالات وافکار کی حقیقت بھی ظاہر ہوتی جائے گی جو دنیا میں رائج ہیں اور ان کا ہی فریب کھل رہے گا۔ مثلاً حریت پسندی، انسانی حقوق اور جمہوریت یورپ کے علمی طریقہ بحث کے ساتھ بھی دنیا کا تجربہ بڑا سخت رہا ہے اور محققین اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ یورپ کا علمی اندوختہ بھی یورپ کے غلط افکار صلیبیت اور صیہونیت کی روح اور قومیت و دہریت کے اثرات سے خالی نہیں ہوتا انفرادی اور معاشرتی زندگی سے متعلق ان کے افکار و خیالات انفعالی اور سطحی قسم کے ہوتے ہیں۔ ان میں بہت بڑا نقص ہوتا ہے۔ وہ اب تک عملاً اپنے مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکے۔

بقیہ ص۴۶ سے : حاکم کی ذمہ داریاں

سامنے حق بات کہے۔ (ترمذی از اقراء)

ہر شخص اپنے گھر کا حاکم ہوتا ہے

(۱) حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور قیامت کے روز اس سے اپنی رعایا کے بارے میں بازپرس ہوگی حکمران سے اپنی رعایا کے بارے میں بازپرس ہوگی، صاحب خانہ فرد سے اپنے گھر والوں کے متعلق بازپرس ہو گی، عورت سے جو اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی راعی و محافظ ہے ان کے بارے میں بازپرس ہوگی، اور خدمت گار سے جو اپنے مالک کے مال کا راعی ہے اس مال کے بارے میں بازپرس ہوگی۔

(مسلم از اقراء ۵-۹-۱۱۵)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار! تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کا نگہبان ہے اور بروز قیامت تم میں سے ہر شخص سے اپنی رعیت کے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔

(متفق علیہ از اقراء ۵-۹-۱۰)

یاد رکھیے! جو شخص کہ ضروریات دین کی مخالفت کرے اس کے کفر و ارتداد پر اجماع امت ہے۔ (اقراء ۵-۹-۱۰)